Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۲۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸	یکم رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ ۔ ۱۸ تبوک ۱۳۵۳ھش ۔ ۱۸ ستمبر ۱۹۷۴ء	نمبر ۲۱۴

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۸ تبوک ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :۔

خون کا دباؤ کم ہے اور ضعف کی تکلیف چل رہی ہے

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے (آمین)

رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خوشیوں میں شریک کرو

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ فرمودہ ۹ ستمبر ۱۹۴۵ء میں فرمایا :۔

"قیامت کے دن جب اُمّت کے لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاویں گے تو وہ لوگ جنہوں نے اسلام کی خاطر قربانیاں کی ہونگی اور مسلمانوں کو سچا مسلمان اور غیر مسلموں کو مسلمان بنایا ہوگا آپ ان کو فرمائیں گے تمہاری عید مبارک کاش کہ میں بھی تمہاری عیدوں میں شریک ہوں اللہ تعالیٰ تمہاری عیدوں میں برکت دے میں تم سے خوش ہوں ۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے اپنی خوشی کو مقدم رکھا اپنے نفس کی اصلاح نہ کی اور اسلام کے احکام کو جاری کرنے کی کوشش نہ کی ان سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے تم نے بہت سی عیدیں کیں لیکن تم نے اپنی عیدوں میں مجھے شامل نہ کیا اور نہ تمہارے دل میں مجھے اپنی عیدوں میں شریک کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تمہارے دل میں یہ خواہش تو پیدا ہوئی کہ تمہاری عیدوں اور تمہاری خوشیوں میں تمہارے ماں باپ تمہارے بہن بھائی تمہارے بچے شریک ہوں لیکن میں جو تمہارے باپوں سے زیادہ شفیق اور تمہارے بہن بھائیوں اور بچوں سے زیادہ محبت کرنے والا تھا تم نے مجھے اپنی خوشیوں میں شریک نہ کیا ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عید ہو جائے اور تو سٹ سے نہیں ہو سکتی آپ کی عید تو تبھی ہو سکتی ہے کہ اسلام کو دلوں میں قائم کیا جائے اور آپ کے مشن کو دنیا کے کونے کونے تک پھیلایا جائے اور تمام دنیا کو آپ کے جھنڈے تلے جمع کیا جائے ۔ جب تک اس حقیقی عید کو قائم نہیں کیا جاتا آپ کی روح خوش نہیں ہو سکتی بد قسمت ہے وہ انسان جو ایسے محسن کے پاس جائے اور بجائے خوشی اور بشاشت کے اس کے چہرہ پر رنج اور ناراضگی کے آثار پائے ۔ اگر ہم نے مرنا ہے اور مرنے کے بعد ایک زندگی ہم کو ملنی ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہماری ملاقات ہونی ہے تو اس ملاقات کے لئے ہمیں تیاری کرنی چاہیئے تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاقات کے وقت ناراضگی کا اظہار نہ کریں بلکہ خوشی کا اظہار کریں ۔" (خطبات محمود جلد اول)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدائے پاک وذوالجلال نے اپنے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی زندہ نبی قرار دیا ہے

آپ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھے ہیں

"درحقیقت یہ بات سچ ہے کہ ہر ایک مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو کر اپنی سچائی پر قائم ہوتا ہے اس کے لئے ضرور ہے کہ اُس میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہیں کہ جو اپنے پیشوا اور ہادی اور رسُول کے نائب ہو کر یہ ثابت کریں کہ وہ نبی اپنی رُوحانی برکات کے لحاظ سے زندہ ہے فوت نہیں ہوا کیونکہ ضرور ہے کہ وہ نبی جس کی پیروی کی جائے جس کو شفیع اور منجّی سمجھا جائے وہ اپنی رُوحانی برکات کے لحاظ سے ہمیشہ زندہ ہو اور عزّت اور رفعت اور جلال کے آسمان پر اپنے چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ ابدی طور پر مقیم ہو اور خدائے ازلی ابدی حیّ و قیوم ذوالاقتدار کے دائیں طرف بیٹھنا اُس کا ایسے پُرزور الٰہی نوروں سے ثابت ہو کہ اُس سے کامل محبت کرنا اور اُس کی کامل پیروی کرنا لازمی طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہو کہ پیروی کرنے والا رُوح القدس اور آسمانی برکات کا انعام پاوے اور اپنے پیارے نبی کے نوروں سے نور حاصل کر کے اپنے زمانہ کی تاریکی کو دُور کرے اور مُستعد لوگوں کو خدا کی ہستی پر وہ پختہ اور کامل اور درخشاں اور تاباں یقین بخشے جس سے گناہ کی تمام خواہشیں اور سفلی زندگی کے تمام جذبات جل جاتے ہیں یہی ثبوت اِس بات کا ہے کہ وہ نبی زندہ اور آسمان پر ہے سو ہم اپنے خدائے پاک وذوالجلال کا کیا شکر کریں کہ اس نے اپنے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دے کر اور پھر اس محبت اور پیروی کے رُوحانی فیضوں سے جو سچی تقویٰ اور سچے آسمانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اللّٰھمّ صلّ علیہ وبارک وسلّم۔ انّ اللّٰہ وملٰئکتہ یصلّون علی النّبیّ یاایّھا الّذین اٰمنوا صلّوا علیہ وسلّموا تسلیما۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۹)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۱۸ ر تبوک ۱۳۵۳ ہش

جماعتِ احمدیہ کا طرۂ امتیاز

اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ اِس نے معاشرہ میں امن اور صلح و آشتی کی فضاء کو برقرار رکھنے پر جتنا زور دیا ہے اور کسی مذہب نے نہیں دیا۔ امن اور آشتی کو نقصان پہنچانے والی دو بُرائیاں ہیں ان میں سے ایک ہے ظلم اور دُوسری بُرائی جو ظلم ہی کی کوکھ سے جنم لیتی ہے فساد ہے۔ اسلام نے دونوں کی انتہائی مذمت کی ہے اور ان سے بچنے کی نہایت پُر زور الفاظ میں تلقین فرمائی ہے۔ اب جہاں تک ظلم کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار یہ امر ذہن نشین کرایا ہے کہ اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر فرماتا ہے:۔

وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ○ (آلِ عمران آیت ۱۴۱)

اور اللہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔

اور اسی طرح ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ○ (الشوریٰ آیت ۴۱)

یقیناً وہ (یعنی اللہ) ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ ظالم نہ صرف اِس دنیا میں اپنی سزا بھگتیں گے بلکہ اگلے جہان میں بھی انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ جیساکہ فرمایا اللہ ظالم لوگوں کو کامیابی کی راہ نہیں دکھاتا۔ (البقرہ آیت ۲۵۹) نیز فرمایا اللہ ظالم قوم کی کامیابی کی طرف راہنمائی نہیں کرتا (المائدہ آیت ۵۲) اسی طرح ظالموں کو ملنے والے عذاب کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ظالموں کے لئے دردناک عذاب مقدّر ہے (ابراہیم آیت ۲۳)۔ کان کھول کر سُن لو! ظالم لوگ ایک قائم رہنے والے عذاب میں ہوں گے (الشوریٰ آیت ۴۶)۔ اِن چند آیات کا ہم نے یہاں بطور مثال ذکر کیا ہے ورنہ ایسی آیات کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے جن میں اُس سزا کا بار بار ذکر کیا گیا ہے جو ظلم کا طریق اختیار کرنے والوں کو اِس دنیا میں مل کر رہتی ہے اور اگلے جہان میں بھی انہیں ملے گی۔

ظلم کی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فساد اور فسادیوں کی بار بار مذمّت کی ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ یُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِیْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ○ وَ اِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ○ (البقرہ آیات ۲۰۵، ۲۰۶)

اور بعض آدمی ایسے (بھی ہوتے) ہیں جن کی باتیں (اِس) دنیا کی زندگی کے متعلق تجھے پسندیدہ معلوم ہوتی ہیں اور وہ (بات کرتے وقت) اللہ کو اُس پر جو اُن کے دِل میں ہے گواہ ٹھہراتے جاتے ہیں حالانکہ وہ سب جھگڑالوؤں سے زیادہ جھگڑالو ہوتے ہیں اور جب حاکم ہو جاتے ہیں تو فساد برپا کرنے اور کھیتی باڑی اور مخلوق کو ہلاک کرنے کی غرض سے زمین میں دوڑتے پھرتے ہیں حالانکہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔

پھر ظالموں ہی کی طرح اللہ تعالیٰ نے مفسدوں کے بُرے انجام کا بھی تفصیل سے بار بار ذکر کیا ہے۔ اُس نے مفسدوں اور مفسد قوموں کے اسی دنیا میں انجام کا ذکر کرنے کے بعد بار بار فرمایا ہے دیکھو مفسدوں کا کیا انجام ہوا (اعراف آیات ۸۷، ۱۰۴ ۔ النمل آیت ۱۵) اسی طرح مفسدوں کے لئے مقدر عذاب اخروی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے مفسدوں کے لئے جہنم کافی ہے اور وہ یقیناً بہت بُرا ٹھکانا ہے (البقرہ آیت ۲۰۷)

الغرض ظلم اور فساد دو ایسی بُرائیاں ہیں جن سے معاشرہ کا امن برباد ہوتا ہے اسی لئے اسلام نے ان ہر دو بُرائیوں کی از حد مذمّت کی ہے اور انکے بُرے انجام کو بہت کھول کھول کر بیان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے اللہ تعالیٰ کے مامور اور اولیاء اور دیگر مقبولین جنہیں اللہ تعالیٰ اصلاحِ خلق کے لئے بھیجتا ہے سب سے زیادہ زور امن اور صلح و آشتی پر ہی دیتے ہیں۔ وہ کیوں نہ ایسا کریں جبکہ وہ اِس دنیا میں امن کے شہزادے بن کر آتے ہیں۔ اُن کی تمامتر کوشش یہی ہوتی ہے کہ امن کی فضاء ہر قیمت پر برقرار رہے تاکہ وہ امن اور سکون کے ساتھ لوگوں کو حق کی طرف دعوت دے سکیں۔ لیکن ان کی اِس تمامتر کوشش کے باوجود دنیا والے ان کی آواز پر لبیک کہنے والوں کو ظلم اور فساد کا نشانہ بنانے سے باز نہیں آتے۔ اِس کے باوجود وہ اپنے متبعین کو صبر سے کام لینے اور ظلم کا جواب ظلم سے نہ دینے ہی کی تلقین کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کی نصیحت اپنے متبعین کو ہمیشہ یہی ہوتی ہے کہ تم کسی صورت بھی اپنا دامن ظلم اور فساد سے آلودہ نہ ہونے دو۔ تمہارے صبر اور برداشت کے نتیجہ میں اشاعت و غلبۂ حق کی راہ خدا تعالیٰ خود ہموار کر دے گا۔ چنانچہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے متبعین کو بار بار مخاطب کرتے ہوئے سب سے زیادہ زور اِس بات پر ہی دیا کہ وہ بہر طور و بہر حال فساد کی راہوں سے بچیں اور مظلوم ہو کر زندگی گزاریں اسی میں ان کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ مثال کے طور پر آپ نے ۲۰ر ستمبر ۱۸۹۷ء کو باقاعدہ ایک اشتہار کے ذریعہ اپنے متبعین کو اِس امر کی بتاکید نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اِس اشتہار کے ذریعہ سے (مَیں) اپنے تمام مریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہوں نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بنی نوع کی سچی ہمدردی کریں اور اشتعال دینے والے طریقوں سے اجتناب رکھیں اور پرہیز گار اور صالح اور بے شر انسان بن کر پاک زندگی کا نمونہ دکھلائیں اور اگر کوئی ان میں سے ان وصیتوں پر کار بند نہ ہو یا بے جا جوش اور وحشیانہ حرکت اور بد زبانی سے کام لے تو اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ان صورتوں میں ہماری جماعت کے سلسلہ سے باہر تصوّر ہوگا اور مجھ سے اس کا کوئی تعلّق باقی نہ رہے گا۔ دیکھو آج مَیں کُھلے کُھلے لفظوں سے آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگ ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریق سے مجتنب رہیں اور صبر اور برداشت کی عادت کو اَور بھی ترقی دیں اور بدی کی تمام راہوں سے اپنے تئیں دُور رکھیں اور ایسا نمونہ دکھلائیں جس سے آپ لوگوں کی ہر ایک نیک خُلق میں زیادت ثابت ہو۔ اور مَیں اُمّید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ جو اہلِ علم اور فاضل اور تربیت یافتہ اور نیک مزاج ہیں ایسا ہی کریں گے۔ مگر یاد رہے اور خُوب یاد رہے کہ جو شخص ان وصیّتوں پر کاربند نہ ہو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔" (کتاب البریّہ صفحہ ۱۳، ۱۴)

سو جماعتِ احمدیہ جو اشاعت و غلبۂ اسلام کی غرض سے قائم کی گئی ہے سراسر اسلام پر مبنی اِس بنیادی عقیدے اور اصول پر کاربند ہے کہ ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریق سے بہر طور مجتنب رہنا ضروری ہے۔ جماعتِ احمدیّہ اور اس کے افراد کے لئے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ ظلم یا فساد کے کسی طور بھی مرتکب ہوں۔ صلح و آشتی ان کا بنیادی عقیدہ اور اصول ہے اور ان کے لئے طرّۂ امتیاز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اِس سے سرِمُو انحراف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ ان کا قریباً ایک صدی کا تعامل اِس پر شاہد ناطق ہے۔ ظلم سہنا اور خود ظلم سے مجتنب رہنا ان کی فطرت کا حصہ اور ایک طبعی تقاضا ہے۔ جس سے منحرف ہونا ان کے اپنے اختیار میں ہے ہی نہیں۔ اسی لئے ان کے واسطے اس سے انحراف کا سوال پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مذاکرہ علمیہ

معارف القرآن

مکرم شیخ عبدالقادر صاحب ۱۵؍۱۲ رستم پارک نواں کوٹ لاہور

سوال:- کلام پاک کا نام "قرآن" رکھنے میں کیا حکمت ہے۔

جواب:- زجاج کا قول ہے کہ القرآن بر وزن فعلان مہموز ہے۔ اس کا مادہ القراء (جمع کرنا) ہے۔ عرب میں بولتے ہیں۔ قرء الماء فی الحوض (حوض میں پانی جمع کیا) قرآن کو یہ نام اسی لئے دیا گیا ہے کہ اس میں سابقہ کتب کے ثمرات و نتائج کو جمع کیا گیا ہے گویا فیھا کتب قیمۃ کی شان والی کتاب "القرآن" ہے۔

۲- علامہ اللحیانی کا قول ہے کہ قرآن بروزن غفران مصدر مہموز ہے اس کا مادہ قرءٌ (پڑھنا)۔ قرآن کو یہ نام اسلئے دیا گیا ہے کہ یہ بہت پڑھا جاتا ہے۔ فرمایا اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔

۳- جس آسمانی وحی کی اساس لفظ "اِقْرَأْ" ہو اس کا نام بھی قرآن ہونا چاہیئے۔ اس لحاظ سے قرآن نہایت درجہ حکیمانہ نام ہے جو کہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ سے عبارت ہے۔

۴- لفظ قرآن میں یہ پیشگوئی ہے کہ یہ کتاب سب سے زیادہ پڑھی جائیگی۔ فلپ حتی اپنی کتاب "تاریخ عرب" میں رقمطراز ہیں:-

"اگرچہ قرآن عہد آفرینش کی کتب میں سب سے کم عمر ہے لیکن دنیا میں جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے"

سوال: امام شافعی فرماتے ہیں کہ القرآن کا لفظ جس پر تعریف کا الف لام داخل کیا گیا ہے۔ نہ مشتق ہے اور نہ مہموز۔ بلکہ یہ ایک غیر مشتق لفظ ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک یہ لفظ قرأت (پڑھنا) سے ماخوذ نہیں۔

کیا یہ بات درست ہے؟

جواب:- اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآن اسی طرح مصدر ہے۔ جیسے قرأت دونوں کے معنی و مفہوم میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ

اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔ جب ہم اسے پڑھ چکیں تو اس کے بعد آپ پڑھیں

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو علوم القرآن از ڈاکٹر صبحی صالح)

صحف سابقہ میں بھی اس آسمانی وحی کا ذکر ہے جس کا نقطۂ مرکزی لفظ قراء ہے لہذا قرآن قرأ سے مشتق ہے یہ امر زیادہ وقیع اور راجح ہے۔

سوال: قرآن کے نزول اور اس کے نام کی پیشگوئی صحف سماوی میں موجود ہے؟

جواب:- غار حرا میں وحی کا آغاز ہوا اس بارہ میں یسعیاہ نبی کے صحیفہ میں ایک لطیف اشارہ ہے بشارت کے یہ الفاظ قابل غور ہیں۔

"پکارنے والے کی آواز! بیابان میں خداوند کی راہ درست کرو صحرا میں ہمارے خدا کے لئے شاہراہ ہموار کرو خداوند کا جلال آشکارا ہوگا اور تمام بشر اس کو دیکھے گا کیونکہ خداوند نے اپنے منہ سے فرمایا ہے۔"

آگے لکھا ہے۔

"سن! کوئی ایک کہہ رہا ہے منادی کر (پکار) ایک شخص نے جواب میں کہا میں (اقرأ) میں کیا پکاروں؟"

یسعیاہ ۴۰/۶ ترجمہ از نیو ورلڈ ٹرانسلیشن

تاریخ ابن ہشام میں ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جب پہلی دفعہ جبریل نے مجھے بھینچا فقال اقرأ تو میں نے جواب دیا ماذا اقرأ میں کیا پڑھوں؟

الغرض بائیبل کے عبرانی متن میں قسرا (قرأ) کے سوال و جواب میں وحی قرآنی کے آغاز کی طرف صاف اشارہ ہے۔

یسعیاہ نبی کے صحیفہ میں ایک دوسری پیشگوئی ہے جس میں مزید وضاحت ہے کہ یہ وحی ایک کتاب پر مشتمل ہوگی۔ وہ "ھاختوم" ہوگی سربمہر کتاب (خاتم الکتب) لکھا ہے۔

"اور وہ کتاب اس شخص کو دی جائیگی جو پڑھنا نہیں جانتا اور اس کو کہا جائے گا (قرأنا) براہ کرم اسے آواز پڑھیے وہ کہتا ہے میں تو پڑھنا جانتا ہی نہیں"

(یسعیاہ ۲۹/۱۲ ترجمہ از نیو ورلڈ ٹرانسلیشن)

اس بشارت میں اقرأ اور ما انا بقاری کی صدائے بازگشت ہے یہ سوال و جواب بخاری شریف کی حدیث میں موجود ہے مختصر یہ کہ اقرأ سے شروع ہونے والی آسمانی وحی کی پیشگوئی صحف سابقہ میں موجود ہے اسے ھاختوم کہا گیا "یعنی مہر شدہ بندی والی کتاب یا خاتم الکتب"

سوال: قرآن کے تدریجی نزول کے بارہ میں بھی صحف سماوی کی کوئی بشارت ہے؟

جواب:- یسعیاہ نبی کی بشارت میں ہے کہ آنیوالا پیغمبر لوگوں کے سامنے اس طرح وحی الٰہی پیش کرے گا جس طرح استاد بچوں کو تھوڑا تھوڑا کر کے سبق دیتا اور ان کے ساتھ سبق دہراتا ہے تاکہ بات ان کے ذہن نشین ہو جائے۔ بشارت کے الفاظ درج ذیل ہیں:-

"وہ نبی کس کو دانش سکھائیگا؟ اور کس کو خطاب کر کے سمجھائے گا؟ ان بچوں کو جن کا دودھ چھڑایا گیا اور جو چھاتیوں سے جدا کئے گئے کیونکہ حکم پر حکم، پھر حکم پر حکم۔ فرض پر فرض پھر فرض پر فرض۔ تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں یہ امت مختلف بولی اور اجنبی زبان میں خدا کو بولتا سنیگی"

(یسعیاہ ۲۸/۹-۱۲)

عام تراجم میں اس بشارت کے شروع میں "وہ نبی" کا لفظ نہیں ہے۔ نیو انگلش بائیبل قدیم نسخوں سے استفادہ کے بعد شائع پذیر ہوئی ہے اسمیں نبی کا لفظ موجود ہے۔ آخری فقرہ بھی نیو انگلش بائیبل سے لیا گیا ہے عام تراجم میں مختلف ہے فرض پر فرض کی بجائے سطر بسطر ترجمہ بھی درست ہے

پیکس بائیبل کومنٹری کے جدید ایڈیشن میں لکھا ہے کہ حکم پر حکم اور سطر بسطر کے عبرانی الفاظ کا صحیح ترجمہ کرنا بہت مشکل ہے یوں سمجھئے کہ جیسے کوئی کلاس استاد کے ساتھ اپنے سبق کو دہراتی ہے۔ کچھ اسی قسم کا تاثر ہے۔ (۵۰۰/۸)

اس وضاحت کے بعد آئندہ باب میں اس کتاب کا ذکر ہے جو اقرأ سے شروع ہوتی ہے موعود وحی کہتا ہے۔ "میں پڑھا ہوا نہیں" یہ عبارت پہلے درج ہو چکی ہے

سوال:- نزول قرآن کے متعلق کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی کوئی پیشگوئی کی ہے؟

جواب: قرن اول کے عیسائیوں کے پاس ایک نظموں کی کتاب تھی جسے "غزل سلیمان" کا نام دیا گیا۔ اجتماعات اور مجالس میں یہ نظمیں پڑھی جاتیں اس دور قدیم میں ایسی نظمیں بھی تھیں جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں۔ یہ نظمیں غالباً عبرانی زبان میں تھیں ان کا سریانی ترجمہ دوسری صدی میں ہوا۔

"غزل سلیمان" کا سریانی نسخہ آثار سے مل چکا ہے حشو و زوائد سے قطع نظر یہ روحانی کلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کے عقائد، خیالات اور جذبات کا آئینہ دار ہے۔ اس مجموعہ میں ایک شاندار نظم ایک آسمانی کتاب کے نزول کے بارہ میں ہے یہ آسمانی کتاب دراصل ایک خط ہے اس خط پر ایک خدائی مہر ہے اس مہر پر وہ طاقت محیط ہے جو کہ عظیم تر ہے اور ناقابل تسخیر ہے اس خط کو پانے والے کے پاس بادشاہت اور سلطنت کا نشان ہے۔ اس نظم میں اس خط کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا۔

"یہ خط دراصل ایک حکم اور فرمان تھا جس میں تمام کے تمام علاقے مخاطب تھے"

"یہ خط دراصل ایک بہت بڑی کتاب تھی جس کا ہر حرف خدا کی انگلی سے لکھا تھا۔"

THE LAST BOOKS OF THE BIBLE

ODES OF SALAMEN ODE NO/23

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظاہر ہے کہ اس آسمانی خط سے مراد "خاتم الکتب" ہے جو کہ سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

۲۔ مکاشفات یوحنا عارف میں بھی اس آسمانی کتاب کی پیشگوئی ہے

" اور میں نے ایک اور فرشتے کو
ابدی انجیل لئے ہوئے دیکھا جو کہ آسمانوں
پر پہنچوں بیچ اڑ رہا تھا تاکہ
زمین پر باشندوں اور ہر قوم
اور قبیلے اور زبان اور امت
کو خوشخبری سنائے۔

(مکاشفہ ۱۴/۶)

ان دونوں بشارتوں میں گہرا تعلق اور تطابق ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خاتم الکتب پر نزول کی خبر دی تھی۔ ایک عالمگیر اور آفاقی کتاب کی پیشگوئی کی تھی۔ اس سے مراد قرآن حکیم ہے

سوال:۔ مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں۔

" اللہ کا نام لفظ الٰہ پر الف لام تعریف داخل کر کے بنا ہے" (تدبر قرآن ص۳۳) کیا لفظ اللہ مشتق ہے؟

جواب:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

" اب ہم بسم اللہ الرحمن الرحیم کا خلاصہ دوبارہ بیان کرتے ہیں پس واضح ہو کہ اللہ کا لفظ اسم جامد ہے اور اس کے معنے سوائے خدائے خبیر و علیم کے اور کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ عز اسمہ نے اس آیت میں اس اسم کی حقیقت بتائی ہے اور اشارہ کیا ہے کہ اللہ اس ذات کا نام ہے جو رحمانیت اور رحیمیت کی صفات سے متصف ہے یعنی (بلا استحقاق) احسان والی رحمت اور ایمانی حالت سے وابستہ رحمت ہر دو رحمتوں سے (وہ ذات) متصف ہے یہ دونوں رحمتیں صاف پانی اور شیریں غذا کی مانند ہیں جو ربوبیت کے چشمہ سے نکلتی ہیں اور دونوں کے علاوہ باقی تمام صفات ان دو صفات کیلئے بطور شاخوں کے ہیں"

(ترجمہ از اعجاز المسیح بحوالہ تفسیر سورہ فاتحہ حاشیہ ص۵۵)

پھر فرماتے ہیں۔

" قرآن کریم کی اصطلاح کی رو سے اللہ اس ذات کا نام ہے جس کی تمام خوبیاں حسن و احسان کے کمال کے نقطہ پر پہنچی ہوئی ہوں اور کوئی منقصت اس کی ذات میں نہ ہو۔ قرآن شریف میں تمام صفات کا موصوف صرف اللہ کے اسم کو ہی ٹھہرایا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ کا اسم تب متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام صفات کاملہ اس میں پائی جائیں"

(ایام الصلح ص۹)

۱۔ ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ عربی زبان میں اللہ اسم جامد ہے کسی مادہ سے مشتق نہیں اور نہ اس کے مشتقات ہیں۔ یعنی نہ یہ کسی لفظ سے بنا اور نہ آگے اس سے کوئی لفظ بنا ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۔۔۔۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ کے ایک پہلو میں یہ اشارہ موجود ہے۔

۲۔ کسی زبان میں معبود حقیقی کے نام کے واسطے کوئی ایسا مفرد لفظ نہیں ہے جو خاص اسماء کے واسطے ہو اور کسی دوسرے پر اس کا اطلاق نہ ہو سکے عربی زبان میں یہ خصوصیت ہے کہ اس میں ذات واجب الوجود کا یہ اسم اعظم، قائم و دائم ہے۔

۳۔ اہل کتاب نے خدا کا ذاتی نام بھلا دیا ہے اور تورات میں یوں لکھ دیا

" تب موسیٰ نے خدا سے کہا
...... اگر وہ مجھ سے کہیں اس
کا (الٰہ العالمین کا) نام کیا ہے؟
تو میں ان سے کیا کہوں؟ خدا
نے موسیٰ سے کہا "میں جو ہوں
سو میں ہوں" اور اس نے کہا کہ
تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا۔
" وہ جو ہے" اس نے
مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے"؟

(خروج ۳/۱۳-۱۴)

صاف ظاہر ہے کہ ذاتی نام اہل کتاب گم کر بیٹھے تھے علماء کہتے ہیں۔ یہوواہ، "یاہو" کے معنے ہیں "اسے وہ"، اصل نام پردۂ راز میں ہے۔

(پیکس ۷، ص ۱۲۹۰)

۴۔ بنی اسرائیل میں خدا کا ذاتی نام عمومی رنگ میں زبان پر لانا سوءِ ادب خیال کیا جاتا (خروج ۲۰/۷) اس لئے وہ اصل نام بھول گئے۔ قبائل عرب میں اللہ اسم ذات جوں کا توں موجود اور محفوظ تھا اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرب میں ملکہ سبا کے نام جو خط بھیجا اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھوایا۔ سبا کے کتبات قدیمہ میں اللہ رحمٰن اور رحیم نام ملے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں یہ نام موجود تھے۔

سوال:۔ ایک عالم دین لکھتے ہیں کہ رحمان کے بعد رحیم کا لفظ تاکید مزید کے طور پر آیا ہے جیسے چھوٹا سفید، یا لمبا تڑنگا کہہ دیتے ہیں یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب:۔ مولانا امین احسن اصلاحی " مقدمہ تدبر قرآن" میں اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:۔

" اسم رحمان، غضبان اور سکران کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اور اسم رحیم، علیم، کریم کے وزن پر صفت کا۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ "رحیم" کے مقابل میں "رحمان" میں زیادہ مبالغہ ہے اس وجہ سے رحمان کے بعد "رحیم" کا لفظ ان کے خیال میں ایک زائد لفظ ہے جس کی چنداں ضرورت تو نہیں تھی لیکن یہ تاکید مزید کے طور پر آگیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ عربی زبان کے استعمال کے لحاظ سے فعلان کا وزن جوش و خروش اور ہیجان پر دلیل ہوتا ہے اور فعیل کا وزن دوام و استمرار اور پائیداری و استواری پر۔ اس وجہ سے ان دونوں صفتوں میں سے کوئی صفت بھی برائے بیت نہیں ہے بلکہ ان میں سے ایک خدا کی رحمت کے جوش و خروش کو ظاہر کر رہی ہے، دوسری اس کے دوام و تسلسل کو" (ص ۳۸)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

۱۔ " پھر لفظ الرحمن کے ایک اپنے بھی خاص معنی ہیں جو الرحیم کے لفظ میں نہیں پائے جاتے"۔

(ترجمہ اعجاز المسیح بحوالہ تفسیر سورہ فاتحہ حاشیہ ص۲۹)

۲۔ " رحمٰن کے معنے خدا کے کلام سے یہ ثابت ہوتے ہیں کہ جب وہ بغیر کسی عوض کے اور سوا کسی عمل کے رحمت کرتا ہے اور اسباب مہیا کرتا ہے"۔

" الرحیم" اس کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نیک عمل کے بدلہ نیک نتیجہ دیتا ہے

(تفسیر سورۃ فاتحہ ص۱۴۳)

۳۔ خدا تعالیٰ کا رحم عقود تحقیق کی رو سے دو قسم پر ہے۔ یعنی قبل از عمل و بعد از عمل ۔۔۔ پہلی قسم کی رحمت کے لحاظ سے زبان شرع میں خدا تعالیٰ کو رحمٰن کہتے ہیں اور دوسری قسم کی رحمت کے لحاظ سے زبان موصوف میں اس کا نام رحیم ہے۔

(منن الرحمن حاشیہ ص۲۱)

سوال:۔ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو پہلا خدا تعالیٰ نے سکھایا پہلی بولی عطیہ خداوندی ہے۔ حروف اور ان کے اسماء کس نے ایجاد کئے؟

جواب:۔ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ سے معلوم ہوتا ہے کہ علم الحروف بھی القاء خداوندی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

" تعلیم زبان کی خدا کی طرف سے ہے۔ پس حروف اور الفاظ معہ دو بھی خدا ہی نے انسانوں کو سکھائے ہیں"

(براہین احمدیہ حصہ سوم حاشیہ نمبر ۱۱۔ ص [illegible])

ایک عالم، علم الحروف لکھتا ہے۔

" ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ کون شخص تھا جس پر یہ عقدہ کھولا گیا کہ جتنے الفاظ نسل انسانی میں متداول ہیں وہ دراصل چند بنیادی آوازوں پر مشتمل ہیں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اس نے اظہار مطلب کیلئے کچھ علامتیں متعین کیں یہ علامتیں اصوات کی صورت میں تھیں یہ حروف کی پیدائش کا پہلا دن تھا انسانی تہذیب میں ایک عظیم لمحہ انسانی ذہن کی فاتحانہ پیش قدمی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ اسے اظہار کی ایک کلید ہاتھ آگئی"

The story of The Alphabet by edward clodd P. ۱۲۴-

۲۔ یہ عجیب بات ہے کہ حروف کے ابتدائی نام عربی ہیں یہ نام عبرانی اور یونانی کسی حد تک محفوظ ہیں عبرانی الف حروف ہے کو سیتھ کہتے ہیں یہ عربی کا بیت، یعنی گھر ہے یونان میں بیٹ کا بیٹا ہو گیا۔ جیم کو عبرانی میں گیمل کہتے ہیں، یونانی میں گاما یہ جمل کا مخفف ہے زے کو یونانی میں زیٹا کہتے ہیں یہ عربی کا زیت یعنی زیتون ہے (نون کے معنے مچھلی کے ہیں)۔ میم، ماء ہے، عین آنکھ ہے راس، رأس ہے یہ کہا مخفف ہے الف اور دال کے بارہ میں اختلاف ہے الغرض بہرحال عربی لفظ [illegible] الغرض [illegible] حروف تہجی جو کہ مشرق و مغرب میں پھیلے اپنی [illegible] کے لحاظ سے عربی ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو یہ القاء ہوئے ہوں قرآن شریف نے اس پیغمبر کا نام ادریس بتایا ہے جو کہ کثرت درس و تدریس سے عبارت ہے۔ بائبل نے اس پیغمبر کا نام حنوک بتایا ہے۔ طالمود میں ہے کہ حنوک نے علم الحروف ایجاد کیا ۔۔ بہر کیف حروف کسی پیغمبر کو القاء ہوئے عربی حروف دنیا کی ساری زبانوں نے اپنائے اس سے عربی زبان کے عالمی اثرات کا اندازہ ہو سکتا ہے یہ مسلم ہے کہ [illegible] رسم الخط کے علاوہ [illegible]

(بقیہ صفحہ [illegible])

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالیہ جنگ میں ترکوں کا مفتوحہ علاقہ

(نوٹ)
قبرص کے شہروں کے اسماء انگریزی زبان میں قدرے مختلف ہیں لیکن مضمون ہذا میں ترکی تلفظ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

جزیرۂ قبرص

ازمکرم عبد الغفار صاحب بہاولپوری (شاہد)

مسئلہ قبرص عرصہ دراز سے ترکی اور یونان کے مابین تعلقات کو مخدوش کرتا چلا آیا ہے۔ یہ مسئلہ ہمیشہ ایک خطرناک جنگ کا پیش خیمہ بنا رہا۔ اس عقدہ کو حل کرنے کی امریکہ اور انگلستان جیسی بڑی طاقتیں کوشاں رہیں۔ تقریروں، جلسوں اور معاہدوں سے یہ مسئلہ حل نہ ہو سکا آخر ۲۰ر جولائی ۱۹۷۴ء کو ایک خونریز جنگ کے شعلے بھڑک اٹھے، ترکوں نے اپنے قوتِ بازو سے اس گتھی کو سلجھانے کا بیڑا اٹھایا۔ اس جنگ کے بعد دنیا کے علمی طبقہ کی توجہ خاص طور پر اس مسئلہ کی طرف مبذول ہوئی۔ ہر شخص کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آخر یہ خطہ کیوں ہمیشہ جنگ و جدال کا تختہ مشق بنا رہا۔ تاریخی، جغرافیائی اور سیاسی لحاظ سے اس کی کیا اہمیت ہے۔

جزیرۂ قبرص بحر ابیض کا تیسرا بڑا جزیرہ ہے۔ اس کی چوڑائی ۸۰ - ۶۰ کلومیٹر اور لمبائی ۲۳۰ کلومیٹر ہے۔ اس کا کل رقبہ ۹۲۸۳ مربع کلومیٹر ہے۔ ترکی کی جنوب مشرقی سرحد سے تقریباً ۷۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور یونان سے تقریباً ۸۰۰ کلومیٹر دُور ہے۔ زیادہ تر لوگ زراعت پیشہ ہیں۔ معدنی لحاظ سے میگنیشیا اور تانبہ کے وسیع ذخائر موجود ہیں۔ آجکل اس جزیرہ کی آبادی تقریباً ۶ لاکھ ہے۔ یہاں کے ترک لوگ مسلمان ہیں اور حنفی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ باقی آبادی عیسائی ہے اور آرتھوڈکس فرقہ سے تعلق رکھتی ہے۔ ترک لوگ یہاں کی عیسائی آبادی کو رُومی کہتے ہیں۔

قبرص کی تاریخ تین ہزار سال پُرانی ہے۔ پندرھویں صدی قبل مسیح میں اس پر مصری فرمانرواؤں کی بادشاہت تھی۔ پھر آسیرین، عرب، رومی اور بازنطنی اس پر حاکم رہے۔ صلاح الدین ایوبی کے زمانہ میں بہت سے لوگ بیت المقدس سے ہجرت کرکے یہاں آباد ہوئے۔

اسکے بعد یہاں پر وینیشن (VENETIAN) کی حکومت قائم ہوئی۔ شہنشاہ سلیم نے جب مصر کو فتح کیا تو اہلِ قبرص مصریوں کو خراج ادا کرتے تھے۔ جب مصر پر عثمانیوں کا قبضہ ہوا تو یہ خراج ترکوں کو ملنے لگا۔ لیکن بعد میں اہلِ قبرص نے عصیان کی راہ اختیار کی اور خراج دینا بند کر دیا۔

اس پر عثمانی بادشاہوں نے اس جزیرہ کو فتح کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ یہ جزیرہ ترکوں کے لئے کئی لحاظ سے اہم تھا۔

سیاسی لحاظ سے اسے بڑی اہمیت حاصل تھی۔ ترک پورے مشرق وسطیٰ پر قابض ہو چکے تھے۔ چار دانگ عالم میں ان کا شہرہ تھا اور اہلِ قبرص اسلام کے سخت دشمن تھے۔ یہ جزیرہ ترکوں پر کسی بھی حملہ آور قوم کے لئے ایک کمین گاہ بن سکتا تھا۔ جہاں سے سلطنت عثمانیہ پر آسانی سے حملہ کیا جا سکتا تھا۔

اقتصادی لحاظ سے بھی یہ جزیرہ بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ یورپ سے ایشیا جانے والے تمام جہاز اور تجارتی قافلے یہاں آکر رُکتے یا ان کا یہاں سے گذر ہوتا۔ اس طرح یہ ایک تجارتی مارکیٹ کی حیثیت اختیار کرچکا تھا۔ بعض مستشرقین نے اس جزیرہ کو "کلیدِ ایشیا" کے نام سے بھی موسوم کیا ہے۔ شہنشاہ سلیمان کے زمانہ میں مصر سے آنے والے بعض ترک جہازوں کو یہاں پر لُوٹ لیا گیا۔ اس لئے عثمانی حکومت اس کا انتقام لینا چاہتی تھی۔

دینی لحاظ سے بھی یہ جزیرہ ترکوں کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا کیونکہ خلفاء راشدین کے زمانہ میں جب عراق اور شام کے علاقے فتح ہوئے۔ تو مسلمانوں نے قبرص کو فتح کرنے کیلئے پے در پے حملے کئے لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ اس دوران بعض صحابہ بھی یہاں پر آئے اور یہیں کے ہو رہے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کی ایک چچی اُمِّ حرام کا مزار بھی یہاں پر موجود ہے۔ اسی طرح حج پر آنے جانے والے قافلوں کو قبرص کے عیسائی لوگ اکثر لُوٹ لیا کرتے تھے۔ پس ترکوں نے اس علاقے کو زیر کرنے کا تہیہ کر لیا۔ (باقی)

معارف القرآن بقیہ صہ ۴

رسم الخط، قدیم عربی حروف سے نکلے ہیں۔ اِس ابتدائی رسم الخط کو ORIGNAL PROTO- SEMITIC ALPHABET کہا گیا۔ یعنی "اصل سامی حُرُوف"

۱۹۶۸ء میں شائع ہونے والی ایک عظیم کتاب THE ALPHABET میں ایک شجرہ دیا گیا ہے۔ جس میں مذکورہ سامی رسم الخط کو اُمّ الحروف بتایا گیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حروف کی ایجاد کا سہرہ زبانِ عربی کے سر ہے۔

اعلان نکاح

خاکسار کے بیٹے عزیزم عبد المنان فیاض بی۔ اے۔ بی ایڈ کا نکاح ہمراہ عزیزہ امۃ المنان صاحبہ بی۔ اے۔ بی ایڈ بنت مکرم عبد القیوم خان صاحب سابق ڈسپنسر فضل عمر ہسپتال ربوہ کے ہمراہ ۱۳ر ستمبر ۱۹۷۴ء (جمعۃ المبارک) کو بعد نماز مغرب مسجد مہدی گولبازار ربوہ میں محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے مبلغ چار ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو نہایت بابرکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین۔

(حکیم محمد رمضان۔ محلہ خواجگان۔ میانی ضلع سرگودھا۔

درخواستِ دعا

میری بھتیجی عزیزہ اختر بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ محمد سعید صاحب ایس ڈی او محکمہ آثار قدیمہ لاہور عرصہ تین ماہ سے متواتر کئی عوارض میں بیمار چلی آرہی ہیں اور بہت ہی لاغر ہوگئی ہیں۔ احباب سلسلہ کی خدمت میں مریضہ کی صحت یابی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

(خاکسار شیخ سبحان علی صدر جماعت احمدیہ چک ۱۶۷ ب سودھی ضلع لائلپور)

ماہنامہ تحریکِ جدید

ستمبر ۱۹۷۴ء کا پرچہ حوالہ ڈاک کیا جا چکا ہے۔ امید ہے تمام خریداران کو مل چکا ہوگا۔ اگر کسی دوست کو پرچہ نہ ملے فوری طور پر اطلاع دیں۔ تاکہ پرچہ دوبارہ ارسال کر دیا جائے۔

اگر پرچے کا چندہ آپکی طرف واجب الادا ہو تو مہربانی کرکے ہم سے تعاون فرمائیں اور چندہ کی تجدید کرالیں۔ پرچہ کا سالانہ چندہ صرف پانچ روپے ہے۔

(مینجنگ ایڈیٹر ماہنامہ تحریک جدید۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مومن کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اپنے ربّ سے ڈرتا بھی رہے اور اس کی رحمت پر پوری امید بھی رکھے

ہم میں سے ہر ایک کو اپنے لئے بھی اور جماعت کیلئے بھی یہ دُعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں ہمیشہ اپنی امان میں رکھے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۶۷ء میں احبابِ جماعت کو دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آخر میں دوستوں کو پھر دعاؤں کی تحریک کرتا ہوں۔ میں تو اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ وہ ساری جماعت کو دشمن اور حاسد کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور اپنے فرشتوں کی پناہ میں رکھے کیونکہ انسان بڑا ہی کمزور ہے پل بھر کا پتہ نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت نہ ہو جب تک وہ اپنی امان میں کسی کو نہ لے لے اس وقت تک دشمن کا ہر وار کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے تو معجزانہ طور پر اس وجود کی یا اس جماعت کی حفاظت کی جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بشارتیں دی ہیں کہ اس جماعت کو غلبۂ اسلام کے لئے قائم کیا گیا ہے جس کے یہ معنے بھی ہیں کہ جب تک یہ جماعت اپنے مقصد کو حاصل نہ کر لے اور تمام دنیا میں اسلام کو غالب نہ کر لے اور تمام ادیانِ باطلہ کو اسلام کے دلائل سے شکست نہ دے لے اس وقت تک یہ جماعت اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ میں ہے۔ دُنیا کی کوئی طاقت یا دُنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی جماعتِ احمدیہ کو مٹا نہیں سکتیں۔ اسلام تو غالب ہو کر رہے گا اور ہم دعا کرتے ہیں اور ہماری انتہائی خواہش ہے کہ جب اسلام دُنیا میں غالب آجائے پھر بھی یہ جماعت اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے اور قیامت تک شیطان کے حملوں سے یہ محفوظ رہے یہاں تک کہ وہ زمانہ آجائے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انسان پھر اپنے ربّ کو بھول جائے گا اور یہ زمین اور اس پر بسنے والے مٹا دئے جائیں گے اور قیامت آجائے گی۔ ۔ ۔ ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت نے ہی دُنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے ۔ ۔ ۔ پس جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت نے ہی اسلام کی وہ انتہائی خدمت کرنی ہے اور اسلام کے لئے ان انتہائی قربانیوں کو دینا ہے اور اسلام کی خاطر اس انتہائی جاں نثاری کا نمونہ پیش کرنا ہے جس کے نتیجہ میں اسلام نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دُنیا میں غالب آنا ہے تو یہ جماعت بحیثیت جماعت یقیناً اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور اس کی امان میں ہے لیکن ہم میں سے ہر ایک کو اپنے لئے بھی اور جماعت کے لئے بھی یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری کسی کمزوری یا غفلت یا خود پسندی کی وجہ سے یا کسی حصہ جماعت کو ان کی کسی کمزوری یا غفلت کی وجہ سے اپنی حفاظت اور امان سے باہر نہ نکال دے۔ پس مومن کا کام ہے کہ وہ ہر وقت اپنے ربّ سے ڈرتا بھی رہے اور اس کی رحمت پر پوری امید بھی رکھے اور اس کی ذات پر کامل توکل بھی رکھے۔

پس میں بھی دعا کرتا ہوں آپ بھی دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی حفاظت اور اپنی امان میں رکھے اور جو شر اور ابتلاء یا بلا مقدر ہو تو جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے کہ انذار کی باتیں صدقہ وخیرات اور دعا سے ٹل جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس حد تک صدقہ وخیرات اور اس حد تک دعا کی توفیق عطا کرے کہ اس کے نتیجہ میں وہ شر اور بلاء ٹل جائے اور ہمیشہ ٹلتا رہے اور ہم اس کی امان میں اس کی رحمت کے سایہ تلے اسلام کا جھنڈا ہاتھ میں لئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں اور وہ دن نزدیک تر آجائے جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر دُنیا کی تمام قومیں درود بھیجنے لگیں۔"

(الفضل ۱۸؍ اکتوبر ۱۹۶۷ء ص۳)

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفوس کرتی ہے۔

ٹورنٹو (کینیڈا) میں شادی کی تقریب

خاکسار کے عزیز دوست جاوید احمد خاں ابن مکرم حسن محمد خان صاحب عارف نائب وکیل التبشیر تحریک جدید ربوہ اور آنسہ ثریا صاحبہ بنت بشیر احمد خان صاحب ربوہ کی تقریب شادی ۲۹؍ اگست ۱۹۷۴ء کو ٹورنٹو (کینیڈا) میں عمل میں آئی۔ ان کا نکاح محترم سید عبد الرزاق شاہ صاحب نے ۲۵؍ جولائی ۱۹۷۳ء کو ربوہ میں پڑھا تھا۔

یکم ستمبر ۱۹۷۴ء کو دعوتِ ولیمہ بر مکان برادرم محمد دانیال خاں ہوئی جس کا اہتمام جاوید احمد خاں کے بھائی فرید احمد خاں نے بہت خوش اسلوبی سے کیا۔ دعوتِ ولیمہ میں کئی ایک احمدی احباب اور دوسرے دوستوں نے شرکت کی۔

احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس شادی کو طرفین کے لئے دینی و دنیوی لحاظ سے خیر و برکت کا موجب اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

(محمد زکریا نائب مدیر "احمدیہ نیوز بلیٹن" ٹورانٹو۔ کینیڈا)

درخواست دُعا

میرے برادر نسبتی غلام احمد خاں صاحب آف ہزارہ کی اہلیہ صاحبہ جو وہ بھی میری نسبتی ہمشیرہ ہیں ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ متواتر علاج کیا جا رہا ہے مگر ابھی تک صحتیاب نہیں ہوئیں۔ بزرگانِ سلسلہ اور دیگر احبابِ جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ خاص توجہ اور درد و الحاح سے دعا فرمائیں کہ شافی مطلق صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

(عبد اللطیف بہاول پوری۔ ربوہ)

جامعہ نصرت برائے خواتین
ڈگری کالج۔ ربوہ

جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ میں تھرڈ ائیر (آرٹس) میں داخلہ کے لئے درخواستیں مجوزہ فارم پر ۲۲؍ ستمبر ۱۹۷۴ء تک مع کیرکٹر، پروویژنل اور تفصیلی نمبروں کے سرٹیفکیٹس کے مطلوب ہیں۔ فارم داخلہ اور پراسپکٹس دفتر کالج سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ منتخب امیدوار طالبات کی فہرست ۲۳؍ ستمبر ۱۹۷۴ء کو کالج نوٹس بورڈ پر لگا دی جائے گی۔

فیس داخلہ کی ادائیگی ۲۴، ۲۵؍ ستمبر کو لازمی ہوگی۔

باہر سے آنے والی طالبات کے لئے رہائش کی سہولت میسر ہے۔

(پرنسپل جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ)

ماڈرن ہوائی چپل اور پاک خانم ونیلم پلاسٹک چپل خریدنے کے لئے

ماڈرن انڈسٹریز

سی/۱۰۰ اسمال انڈسٹریز اسٹیٹ گوجرانوالہ

فون ۲۲۵۷

پر رابطہ قائم کریں۔

رجسٹرڈ نمبر ایل م ۵۲۵